یہ کہنہ کھنڈر یہ ویرانے آثار کسی محفل کے ہیں
ہر موج رواں کے قطروں میں ذرے خاکِ ساحل کے ہیں
دستورِ نظامِ ہستی سے واقف ہی نہیں لیکن انساں
یہ اس کی نظر سے مخفی ہے تخریب میں ہو تعمیر نہاں

تغییر کا قانونِ ازلی ہے اس کی نگاہوں میں خطرا
محفوظ ہے اس کی روح مگر وہ موت سے ہے گھبرا جاتا
آ میری طرف غافل انساں گمراہ نہ ہو اس منزل میں
دکھلاؤں تجھے عینِ منزل ہر ذرۂ جادۂ باطل میں

قطرے کی نازک موجوں کے دامن میں دریا پنہاں ہے
ذرہ نہ سمجھ ہر ذرے کو خورشیدِ حقیقت تاباں ہے
ہو شام کہ صبحِ نورانی سب حسنِ ازل کے جلوے ہیں
معمور نواؤں سے اس کی سازِ ہستی کے پردے ہیں

جب ایک حقیقت کے پرتو ہیں دونوں جہاں کے نظارے
تغییر غلط کا مجرم تو ہوتا ہے جہاں میں کیوں پیارے

جذباتِ مائل

(جناب مائل انصاری خیرآبادی)

لے جاتے ہیں دل اہلِ وفا کے — کیسے بیٹھے ہو مٹی میں ملا کے
ڈراتے ہو انھیں خنجر دکھا کے — ازل سے منتظر ہیں جو قضا کے
وہ سختہ کر رہے ہیں عاشقوں کو — ہر انداز و غمزہ آزما کے
مسلماں کی نظر اللہ اکبر! — ذرا اٹھی کہ رخ بدلے ہوا کے

"بتوں کی بندگی" اور تجھ سے مائلؔ!
گر اللہ اللہ اے بندے خدا کے!